نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا انك انت العلیم الحكیم

صدق اللہ العظیم و بلغنا رسولہ النبی الکریم :

حضرات گرامی: آج میرا موضوع ہے **"عصر حاضر میں بڑھتی ہوئی صلح کلیت اور اس کا سد باب"** اس موضوع پر میں آپ کے سامنے کچھ لب کشائی کرنے کی جسارت کروں گا، آیئے عرض و معروض سے قبل بارگاہ رسالت مآب میں درود و سلام کا نذرانہ پیش کریں۔

درود پاک۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حضرات گرامی! سب سے پہلے ہم اور آپ صلح کلی کے معنیٰ و مفہوم پر غور کرتے ہیں صلح کلی کیا ہے، اس کا مفہوم و معنیٰ کیا ہے، اس کی تعریف میں علما کے اقوال کیا ہیں، بعض لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ صلح کلی کی دو قسم ہیں ایک عقائد میں صلح کلی ہوتا ہے اور ایک اعمال میں صلح کلی ہوتا ہے جس کے اعمال میں خرابی پائی جائے گی وہ گمراہ ہوگا اور جس کے عقیدے میں خرابی پائی جائے گی وہ کافر ہوگا، حضرات گرامی، یکم جمادی الاخری ۱۴۳۳ھ کو حضور حافظ ملت کا اڑتیسواں عرس پاک منایا گیا عرس کے دوسرے اجلاس میں قل شریف سے قبل خطابات و منظومات کے بعد سراج الفقہا حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی نے آدھا گھنٹہ سے زیادہ فقہی سوالات کے جوابات عنایات فرمائے، آخری اور انتہائی اہم سوال رفیق ملت حضرت سید نجیب حیدر میاں برکاتی مارہروی نے فرمایا کہ حضرت بعض لوگ ہمیں صلح کلی کہتے ہیں اب ایسی صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ حضرت مفتی صاحب نے نہایت سنجیدگی کے ساتھ پہلے تو صلح کلی کی تعریف فرمائی کہ: صلح کلی وہ ہوتا ہے جو حق و باطل اسلام و کفر سارے مذاہب کو یا اکثر کو حق و صحیح کہے ایسا شخص مسلمان نہیں اور اگر کوئی شخص واقعی اس قسم کا عقیدہ رکھتا ہے تو اس پر سچے دل سے توبہ، تجدید دین اور تجدید نکاح کرنا فرض ہے، مگر جو لوگ ہمیں صلح کلی کہ رہے ہیں وہ اپنے ایمان کی خیر منائیں، حدیث نبوی کے مطابق جو کسی مسلمان کو کافر کہتا ہے وہ خود کافر ہوجاتا ہے، آج ایسے لوگ یہ فتوے صادر کر رہے ہیں جنھیں یہ بھی معلوم نہیں کہ صلح کلی کی حقیقت کیا ہے، (ماہنامہ اشرفیہ، مئی ۲۰۱۳ء)۔

حضرت محترم جب ہم پہلی تعریف کا تنقیدی طور پر جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف ایک اختراعی اور فرضی تعریف ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صرف دو طرح کے لوگ پائے جاتے تھے ایک وہ تھے جو راسخ الایمان تھے اور ایک وہ تھے جو عقیدے کے اعتبار سے منافق تھے لیکن تیسری قسم نہیں پائی جاتی تھی اگر کسی کے اعمال میں خرابی پائی جاتی تھی تو وہ بھی مومن ہی شمار ہوتا تھا، لیکن اس پہلی تعریف کی روشنی میں وہ شخص جس کے اعمال میں خرابی پائی جاتی ہے وہ گمراہی کے دہانے پر پہنچ جاتا ہے آج کے دور میں اس تعریف کا جائزہ لیں تو اسّی (۸۰) فیصد لوگ ایسے ملیں گے جن کے اعمال میں خرابی ہے تو اس تعریف کی روشنی میں وہ بھی صلح کلی ہوجائیں گے کیوں کہ بعض جاہل عوام یا مولوی نما جاہلوں کی طرف سے کسی سنی کو صلح کلی اور وہابی کہا جائے تو اس سے محض اعتقادی گمراہی مراد لی جاتی ہے۔ اگر ہم دوسری تعریف کا جائزہ لیں تو یہ تعریف اپنے مفہوم و معنی کے اعتبار سے درست ہے اور یقیناً جو بھی شخص ایسا کرتا ہے وہ حق و باطل، اسلام و کفر سارے مذاہب کو یا اکثر کو حق و صحیح کہتا ہے تو وہ صلح کلی ہے جب ایسا ہے اور اس کا دائرہ محدود ہے تو اس کے دائرے کو وسیع کیوں کیا جارہا ہے، اگر کوئی شخص وجہ شرعی مجبوری یا دنیاوی مقاصد کے تحت ادیان باطلہ کے افراد سے تعلقات و روابط قائم کرتا ہے حالاں کہ وہ ان کو باطل ہی سمجھتا ہے اس پر بھی صلح کلی کا ٹائیل لگا دیا جاتا ہے، یا وہ لوگ جو جگہ جگہ صلح کلی کا نعرہ لگا رہے ہیں اس کی صحیح تعریف بیان کریں تو پتہ چلے کہ ان کی نظر میں کون صلح کلی ہے، جن کو ابھی ٹھیک سے اصول افتا بھی معلوم نہیں ہیں وہ بھی فتویٰ صادر کر رہے ہیں کہ یہ صلح کلی ہے، میرے دینی بھائیوں اور باوقار علمائے کرام میں بڑے ادب و احترام سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس بیماری کا کبھی خاتمہ ہوگا بھی یا نہیں، کیا دعوت اسلامی اور سنی دعوت اسلامی کی تائید و حمایت کردی تو صلح کلی ہوجائے گا، ندوہ میں تعلیم حاصل کرلی تو صلح کلی ہوجائے گا، کسی فرعی مسئلہ میں اکابر سے اختلاف کرلیا تو صلح کلی ہوجائے گا۔

میں آپ کے سامنے کچھ ایسی مثالیں پیش کرنا چاہتا ہوں جن میں اصاغر کا اکابر سے اختلاف ہے پھر بھی الفت و محبت باقی ہے۔ حضرت مفتی مطیع الرحمن رضوی فرماتے ہیں: سیدی و مرشدی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے لاوڈ اسپیکر کی آواز پر نماز کے عدم جواز کا اور اسی طرح حج فرض کے

لیے فوٹو کھچوانے کے عدم جواز کا فتوی صادر فرمایا جبکہ اہل سنت کے دو جلیل القدر علما میں سے حضرت مفتی سید محمد افضل حسین مونگری صدر المدرسین دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف نے لاوڈاسپیکر کی آواز پر نماز کے جواز کا اور حضرت مفتی محمد اجمل شاہ نعیمی سنبھلی نے حج کے لیے فوٹو کے جواز کا فتوی دیا۔

اس فرعی اختلاف کے باوجود ان حضرات کے باہمی تعلقات اخلاص و محبت حسب سابق برقرار رہے، کوئی ادنی روایت بھی میرے علم میں نہیں کہ ان حضرات میں سے کسی نے بھی کسی شخصیت یا اس کے علم وفضل پر کوئی انگشت نمائی کی ہو، حضرت مفتی سید محمد افضل حسین مونگری، حضور مفتئ اعظم کے مرید و خلیفہ تھے وہ جب بھی حضور مفتئ اعظم سے ملتے ایک مرید و عقیدت مندہی حیثیت سے ملتے دست بوسی کرتے اور نہایت عقیدت واحترام سے پیش آتے تھے، اسی طرح حضرت مفتی محمد اجمل شاہ نعیمی سنبھلی جب بھی حضور مفتئ اعظم کی خدمت میں حاضر ہوتے دست بوسی کرتے اور اپنا بزرگ سمجھ کر اپنی سابقہ عقیدت واحترام کا مظاہرہ کرتے، حضور مفتئ اعظم بھی ان حضرات کو ہمیشہ اپنی شفقت ولطف معرفت سے نوازتے رہے ۔(فقیر محمد مطیع الرحمن رضوی، مورخہ ۱۵، ذی الحجہ ۱۴۳۵ھ)

ایک دوسری مثال ملاحظہ فرمائیں کہ اصاغر نے اکابر سے اختلاف کیا ہے، مجلس شرعی مبارکپور ضلع اعظم گڑھ یوپی کے دوسرے فقہی سیمنار منعقدہ، ۱۹/ تا ۲۲/ رجب ۱۴۱۵ھ مطابق ۲۳/ تا/ ۲۶ دسمبر ۱۹۹۴ء بہ مقام الجامعۃ الاشرفیہ میں حق رائے دہی یعنی الیکشن میں ووٹ دینے کے سلسلے میں شناختی کارڈ مع فوٹو کے مسئلہ پر کافی بحث وتمحیص کے بعد ضرورت شرعیہ کی بنیاد پر مسلمانوں کے لیے شناختی کارڈ مع فوٹو کے جواز کا فیصلہ مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا گیا۔

”عند الضرورت، ضرورت ملجئہ یا حاجت شدیدہ متحقق ہوگی لہذا شناختی کارڈ کے لیے تصویر کھنچانے کی اجازت ہوگی الی اخرہ“ اس فیصلہ پر تصدیقی دستخط کرنے والے چند علماے وفقہاے اہل سنت کے نام یہ ہیں۔(۱) قاضی القضاۃ فی الھند حضور تاج الشریعہ اختر رضا قادری ازہری (۲) علامہ شریف الحق صاحب قبلہ امجدی رحمۃ اللہ علیہ (۳) رئیس القلم علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ (۴) حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفی صاحب قبلہ (۵) فقیہ ملت مفتی جلال الدین صاحب امجدی رحمۃ اللہ علیہ (۶) امام علم وفن خواجہ مظفر حسین رحمۃ اللہ علیہ (۷) علامہ شبیر حسن رضوی۔

اس فیصلہ کی اطلاع پا کر علم وعقل اور فکر وفہم سے عاری بعض مولویوں اور کچھ ناواقف عوام نے چہ مہ گوئی ونکتہ چینی شروع کی تو جانشین مفتئ اعظم حضرت مفتی اختر رضا قادری رضوی ازہری بریلوی دام مدظلہ العالی نے یہ ہدایت نامہ جاری کر کے بحث کا دروازہ بند کر دیا۔

”ایسے نیے مسائل جو فی الواقع فرعیہ علیہ ہوں اور ان سے متعلق کوئی صریح جزئیہ نہ مل سکے تو ہر عالم نہیں بلکہ ماہر وتجربہ کار مفتی کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور اس مفتی پر لازم ہے کہ اصول شرعی کی پیش نظر اس کا حکم صادر فرمائے اصول شرعی سے ہٹ کر فتوی دینا ہرگز جائز نہیں، اگر اس نے جسے دلیل قرار دیا اور پھر واضح ہو گیا کہ یہ دلیل شرعی نہیں تو فوراً اس پر رجوع لازم ہے اور حق کا اعلان کرنا چاہیے، کسی حرام شئ کے مباح ہونے کا فتوی اس وقت دیا جائے گا جب کہ وہاں یہ ضابطہ صادق آئے ”الضرورات تبیح المحضورات“ اور مفتی کو تیقن ہو جائے کہ اس ضرورت شرعیہ کے معارض کوئی دوسرا قاعدہ شرعیہ نہیں ہے، (حیات، تاج الشریعہ، ص: ۹۴، مولف مولانا شہاب الدین رضوی بریلوی)۔

ایک مثال اور ملاحظہ فرمائیں کہ بجلی کی روشنی اور اس کے پنکھے کے سلسلہ میں مستفتی کے بیان کردہ نقصانات وخطرات کے پیش نظر، فقیہ بے مثال مجدد اسلام امام احمد رضا خان فاضل بریلوی نے فتوی دیا کہ مال وقف یا کسی بھی مال سے صرف مسجد ہی نہیں بلکہ گھروں میں بھی اس بجلی کی روشنی اور اس کے پنکھے کا استعمال ہو وہاں بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

اور آج وہ نقصانات وخطرات معدوم یا شاذ ہیں اس لیے بجلی کی روشنی اور اس کے پنکھے کا استعمال بلا کراہت جائز ہے، یعنی جب اسباب وحالات کی وجہ سے عدم جواز کا حکم تھا وہ اسباب وحالات بدل گیے اس لیے اب جواز بلا کراہت کا حکم ہے۔

جو مولوی صاحبان اس کے قائل ہیں اور زور وشور کے ساتھ اس کی تشہیر کرتے رہتے ہیں کہ کسی بھی صورت میں فتاوی رضویہ کے بیان کردہ کسی بھی فتوی میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی خواہ جو بھی ضرورت وحاجت وتبدیلی علت ہو ایسے لوگوں کے لیے ضروری ہے کہ اپنی مسجدوں، اپنی خانقاہوں

،اپنے مدرسوں، اپنے کارخانوں اور اپنے گھروں کا بجلی کنکشن اپنے موقف کو عملی شکل دینے کے لیے پہلی فرصت میں کٹوائیں۔ شاید ایسے ہی موقع پر کسی شاعر نے کہا تھا،

مگس کو باغ میں جانے نہ دینا — کہ ناحق خون پروانوں کا ہوگا

ایک بات عرض کر کے میں اپنے موضوع کی طرف آتا ہوں حضرت مفتی مطیع الرحمن فرماتے ہیں کہ حضرت مفتیٔ اعظم کا حال یہ تھا کہ اس زمانے کا کہیں کوئی پوسٹر مل جائے تو آپ دیکھیں گے کہ حضور مفتیٔ اعظم ہند کے مدرسہ مظہر اسلام کا جب رمضان کا پوسٹر نکلتا تھا تو اس پوسٹر میں نیچے بوکس بنا ہوا تھا جامعہ اشرفیہ کے لیے، جامعہ اشرفیہ کے لیے حضرت کی اپیل ہوتی تھی آج بھی پرانے زمانے کا پوسٹر مل جائے تو دیکھ سکتے ہیں، مظہر اسلام کے لیے تو حضرت وہ لکھواتے تھے اور وہ مہتمم کی طرف سے ہوتا تھا اور یہ حضرت کی طرف سے اپیل تھی جامعہ اشرفیہ کے لیے

میں سمجھتا ہوں کہ یہ حضرت کی طرف سے اپیل ہی نہیں دعا بھی تھی اور مستقبل بینی بھی تھی اسی کا ثمرہ آج ہمارے سامنے ہے۔

ایک طرف مفتیٔ اعظم کا حال یہ ہے کہ اپنے مدرسہ کے پوسٹر میں خاص طور پر یہ لکھوا رہے ہیں کہ اشرفیہ کو چندہ دو اور اس کی مدد کرو وہ دین وسنیت کا کام کر رہا ہے اور آج کے مولویوں کا حال یہ ہے کہ وہ جگہ جگہ تقریروں میں یہ اعلان کر رہے ہیں کہ اشرفیہ کو چندہ دینا حرام ہے، یہ فتویٰ صادر کرنے والے لوگ کون ہیں ان کو فتوی دینے کی اجازت کہاں سے حاصل ہے آج تک ٹرین کا مسئلہ جو صرف علمائے کرام کے درمیان ہی زیر بحث تھا ان پیشہ ور مقرروں نے اسے عوام کے درمیان بھی خوب مشہور کر دیا ہے، اور کوشش کی جا رہی ہے کہ کسی طرح سے اشرفیہ کو بدنام کیا جائے اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی لیکن وہ لوگ جو اس طرح کی مذموم حرکت انجام دے رہے ہیں وہ اپنی اس مذموم حرکت سے باز آجائیں ورنہ ان کا انجام بہت برا ہوگا ان کی یاد دہانی کے لیے حضرت صدر الشریعہ امجد علی اعظمی کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں، جب حضرت صدر الشریعہ زیارت حرمین طیبین کے لیے روانہ ہوئے تو حضور حافظ ملت نے عرض کیا دوران حج اشرفیہ کی ترقی کے لیے دعا کریں مجھے شرپسند عناصر کی طرف سے خطرہ محسوس ہو رہا ہے تو حضرت صدر الشریعہ نے فرمایا ”اشرفیہ پھلے گا پھولے گا اور جو اس کی برائی اور تباہی کا ارادہ کرے گا وہ ذلیل و خوار ہوگا وہ ذلیل و خوار ہوگا وہ ذلیل و خوار ہوگا“ جس ادارے کی بنیاد رکھنے والے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند حضور مفتیٔ اعظم ہوں وہ مدرسہ کبھی حاسدوں کے حسد کا شکار نہ ہوگا اور الحمد للہ آج تک نہ جانے کتنے زلزلے اور آندھیاں آئیں لیکن وہ آج بھی جبل مستحکم کی طرح دین وسنیت کی دعوت کو عام کر رہا ہے اور حافظ ملت کا یہ مشن عام کر رہا ہے کہ ”ہر مخالفت کا جواب کام ہے“ جب تقریروں کے ذریعہ کوئی کام نہ چلا تو اب دن بہ دن کتابوں کو تقسیم کیا جا رہا ہے جن میں سارے مصباحی حضرات کو نشانہ بنایا جاتا ہے اور دوسرے مدارس والوں کو یہ دعوت دی جاتی ہے کہ اپنے مدارس سے اگر مصباحیوں کو نکال دیں تو یہ لوگ پوڑی اور چائے کا کاروبار کریں گے پھر ایسے مصنف کو جس نے فتنہ پھیلانے والی کتاب لکھی اس کو قائد اہل سنت کے خطاب سے نوازا جاتا ہے کبھی ”ایک اور زلزلہ برپا ہوا“ جیسی کتاب منظر عام پر آتی ہے اس میں بھی بے سروپا باتیں کی گئی ہیں۔

میرے دینی اور اسلامی بھائیوں اخیر میں بڑے ہی مؤدبانہ اور عاجزی کے ساتھ عرض کرنا چاہوں گا آخر یہ بحث ومباحثہ کا بازار کب تک گرم رہے گا اس بحث ومباحثہ کو ختم کیجیے اپنی توانائی جو مذاہب باطلہ کے رد میں صرف ہوتی تھی آج خود آپسی اختلافات میں خرچ کر رہے ہیں اس بحث اور تباہ کن بیماری کا علاج یہی ہے کہ جگہ جگہ علمائے کرام اپنی اپنی تقریروں میں لوگوں کے درمیان صلح کلیت کا صحیح مفہوم بیان کریں کہ صلح کلی در حقیقت وہ ہے جو حق وباطل، اسلام وکفر سارے مذاہب کو یا اکثر کو حق وصحیح کہے، رہا مسائل فرعیہ میں اصاغر کا اکابر سے اختلاف تو یہ دور صحابہ سے جاری ہے اس کی بنا پر کسی کی طعن وتشنیع نہ کی جائے وہ سب ہمارے اکابر اور باوقار علمائے کرام ہیں اور آپس میں جو مسائل علمائے کرام کے درمیان زیر بحث ہیں کسی ایک جگہ جمع ہو کر ان مسائل پر آپس میں بحث کرنے کے بعد اطمینان حاصل کر لیں، تو ان شاء اللہ مجھے یقین ہے کہ یہ بیماری ختم ہو جائے گی اور ہمارا عہد زریں پھر سے پلٹ آئے گا۔ استغرو اللہ ربی من کل ذنب وما علینا الا البلاغ المبین

محمد گل ریز رضا مصباحی بریلی